بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

001: قطف الجنى الدانی شرح مقدِّمة رسالة ابن أبی زید القیروانی

آج کی نشست سے جیسا کہ پچھلے درس میں اعلان ہوا تھا ایک نئی کتاب سے درس کا آغاز کرتے ہیں کتاب کا نام ہے:

"قطف الجنى الداني شرح مقدِّمة رسالة ابن أبي زيد القيرواني"۔

یہ رسالہ جو ہے عقیدے کے چند اصول اس میں بیان کیے گئے ہیں اور ابن ابی زید القیروانی نے اس رسالے کو لکھا ہے اور اس کی شرح جو ہے فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ نے کی ہے۔

اور درس کا طریقہ جو ہے وہ جیسا کہ ہمارا ہمیشہ رہا ہے کہ میں عربی ٹیکسٹ پڑھے بغیر جو مفہوم ہے عبارت کا اس کی شرح کروں گا اور جب کہیں پر ضرورت پڑے گی تو میں عربی عبارت بھی ساتھ پڑھ لیا کروں گا۔ اور رسالے کی ابتداء جو ہے جو آپ کو کتاب دی گئی ہے اور اس کے پی ڈی ایف (PDF) میں جو طریقہ ہوگا ہمارا کہ ہم شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ کا جو مقدمہ ہے وہاں سے شروع کریں گے اور میں کوشش کروں گا کہ پوری کتاب جو ہے ان شاءاللہ اس کی شرح ہو جائے مختصر شرح جو ہے ان شاءاللہ وہ کریں گے کیونکہ اس رسالے کے تین حصے ہیں یا چار تقریباً:

1-پہلا حصہ یہ مقدمہ ہے شیخ عبد المحسن العباد کا۔

2-دوسرا جو ہے وہ جو متن ہے، اس کا النظم ہے ایک عالم نے لکھی ہے غالباً تیسری صدی میں دیکھیں گے ابھی کہ اسی کو جو متن ہے رسالے کا اس کو ایک نظم کی شکل میں لکھا ہے۔

3-اور تیسرا حصہ جو ہے وہ اس رسالے کا متن ہے۔

4-چوتھا حصہ جو ہے اس کی شرح ہے۔

آج کے درس سے ہم شروع کرتے ہیں شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ کا جو مقدمہ ہے اسی سے درس کا آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب لکھتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدُ لله ربِّ العالمين، الرَّحمن الرَّحيم، مالكِ يوم الدِّين، وأشهدُ أن لا إله إلاَّ اللهُ وحده لا شريك له، إلهُ الأوَّلِين والآخِرين، وقيُّومُ السَّموات والأرَضِين، وأشهدُ أنَّ محمّدًا عبدُه ورسولُه، سيِّدُ المرسلِين، وإمامُ المتّقين، وقائدُ الغُرِّ المحجَّلين، المبعوث رحمةً للعالمين، صلّى اللهُ وسلّم وبارك عليه، وعلى آله الطيّبين الطّاهرين وأصحابِه الغُرِّ الميامين الذين حفظ اللهُ بهم المِلَّةَ، وأظهر الدّين، وعلى مَن اتَّبعهم بإحسانٍ وسار على نَهجهم إلى يوم الدّين. **أمَّا بعد؛**

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"فإنَّ عقيدةَ أهل السنَّة والجماعة تمتازُ بالصّفاءِ والوضوحِ والخلوِّ مِن الغموض والتعقيد" (شیخ صاحب ابتداء میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی چند خوبیاں بیان کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ بے شک اہل سنت والجماعت کا عقیدہ جو ہے اس کی جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ بالکل صاف ہے اور واضح ہے اور غموض اور تعقید سے خالی ہے اور پاک ہے)۔

"غموض" کہتے ہیں غیر واضح اور پر اسرار چیز کو، جو چیز واضح نہ ہو اور پر اسرار ہو اسے غامض یا غموض کہتے ہیں۔

"والتعقيد" کہتے ہیں پیچیدہ چیز کو، "معقّد، تعقید" جو پیچیدہ چیز ہو جس کو سمجھنا مشکل ہو۔

اور یہ جو عقیدہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ نصوص الوحی سے لیا گیا ہے، "مستمدَّةٌ" (یعنی لیا گیا ہے) "مِن نصوصِ الوحي كتابًا وسنَّةً" (نصوص الوحی کتاب اور سنت سے یہ عقیدہ لیا گیا ہے) "وكان عليها سلفُ الأمّة" (اور اس پر امت کے جو سلف صالحین ہیں وہی قائم تھے) "وهي عقيدةٌ مطابقةٌ للفطرة..." (اور یہ عقیدہ وہ عقیدہ ہے جو فطرت کے مطابق ہے اور عقل سلیم جو شبہات کی بیماریوں سے پاک ہے وہ بھی اسے قبول کرتی ہے)۔

آیئے دیکھتے ہیں پانچ چھ چیزیں بہت اہم ہیں، ہم بات کر رہے ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی چند خوبیاں:

1-پہلی خوبی ہے: "تمتازُ بالصّفاءِ والوضوحِ والخلوِّ مِن الغموض والتعقيد": واضح ہے پہلی خوبی اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی یہ ہے کہ بالکل صاف ہے واضح ہے اس میں کوئی بھی غیر واضح یا پر اسرار چیز نہیں ہے اور کوئی بھی پیچیدگی نہیں ہے سمجھنے میں۔

2-قرآن اور سنت سے یہ عقائد لیے گئے ہیں ان میں عقل کی کوئی گنجائش نہیں ہے، منطق کی کوئی گنجائش نہیں ہے، خواب کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کوئی بھی چیز جو قرآن اور سنت کے علاوہ ہے اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

کہاں سے یہ عقائد لیے گئے ہیں؟ اس لیے ہر عقیدے کے اصول جو بیان کیے جائیں گے یا کر چکے ہیں پہلے کئی دروس میں کئی کتابوں کی شرح میں الحمدللہ ہمیشہ ہر عقیدے کے اصول کے ساتھ آپ کو دلیل نظر آئے گی دلیل کی روشنی نظر آئے گی قرآن مجید سے یا صحیح حدیث سے۔

3-"وكان عليها سلفُ الأمّة": سلف الامہ جو ہیں انہی عقائد پر تھے یعنی ان عقائد کے خلاف جو عقائد موجود ہیں سلف میں سے آپ کسی کا قول نہیں دکھا سکتے، صحابہ تابعین اور اتباع التابعین جو پہلے بہترین تین زمانے ہیں آپ نہیں دکھا سکتے کسی کا بھی قول ان عقائد کے خلاف۔

4-یہ عقیدہ جو ہے فطرت کے مطابق ہے۔

5-عقل سلیم اسے قبول کرتی ہے۔

اور عقل سلیم کون سی ہے؟ "الخالي مِن أمراضِ الشُّبهات" (جو شبہات اور غلط فہمیوں کے مرض یا بیماریوں سے پاک ہے)۔

کتنی خوبیاں ہو گئیں؟ پانچ ہو گئیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ): اور یہ دوسرے عقائد کے برخلاف جو لوگوں کی رائے اور متکلمین کے اقوال سے لی گئی ہیں جن میں پر سرار اور غیر واضح چیزیں ہیں اور جن میں پیچیدگیاں ہیں سمجھنے میں (بہت مشکل ہے) اور خبط ہے، خلط اور ملط موجود ہے۔ بہت

سارا امکیچر آپ کو نظر آئے گا اس میں واضح نہیں ہوں گے پر سرار چیزیں ہوں گی سمجھنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور یہ کیوں نہ ہو کیونکہ بہت بڑا فرق ہے اُس عقیدے میں جو نازل ہوا ہے جبریل اُمین علیہ الصلاۃ والسلام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک، اور وہ عقائد جو مختلف ہیں متنوع ہیں جو لوگ زمین پر رہتے ہیں اُن لوگوں نے انہیں ایجاد کیا ہے جو بدعتی ہیں اور جنہیں اللہ تعالی نے ماء مہین سے پیدا کیا ہے۔ یعنی ایک عقیدہ آسمان سے اترا ہے وحی کی بنیاد پر (وحی ہے) اور وحی کا جو مقرر فرشتہ ہے وہ جبریل اُمین علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کیونکہ عقائد کی اساس قرآن اور سنت ہے۔

وحی کی بنیاد پر یہ عقائد نازل ہوئے ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو آسمان سے اترے ہوئے عقیدے ہیں یہ اور جو عقائد اس کے بر خلاف ہیں اہل سنت والجماعت کے عقائد کے چاہے جہمیہ کے ہوں، معتزلہ کے ہوں، اُشاعرہ، ماتریدیہ، کلابیہ، یا روافض کے جتنے بھی واقع عقائد موجود ہیں ان عقائد کو لوگوں نے ایجاد کیا ہے جو زمین پر ماء مہین سے پیدا ہوئے ہیں بدعتی لوگوں نے ان عقائد کو ایجاد کیا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ): اہل سنت والجماعت کا عقیدہ جو ہے ابتداء اور ظہور ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ۔ یہ عقائد کب شروع ہوئے؟ کوئی پوچھے کہ تاریخ کیا ہے ان عقائد کی؟

تاریخ:

یہ عقائد کب شروع ہوئے جواب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے شروع ہوئے۔ یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کی سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اُس وقت سے یہ عقائد شروع ہوئے ہیں اور اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام اور جو احسان کے ساتھ اُن کی اتباع کرتا ہے وہ قائم رہے، اور ان عقائد کے بر خلاف جو دوسرے عقائد ہیں اُن کا تو وجود ہی نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور صحابہ کرام بھی اُن عقائد پر نہیں تھے جو اہل باطل کے عقائد ہیں جیسے آگے تفصیل آئے گی۔

جو اہل سنت والجماعت کے عقیدے ہیں ان کی تاریخ کیا ہے کب سے موجود ہیں؟ پہلی وحی سے، جب وحی نازل ہوئی اُس وقت سے یہ عقائد موجود ہیں:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝١﴾ (العلق:1)

اس میں دیکھیں کہ توحید کا عقیدہ ہے اللہ تعالی کا نام ہے، صفت الخلق ہے، اور فعل اُمر ہے: ﴿اِقْرَاْ﴾ کا یہ سب چیزیں جو ہیں یہاں سے ابتداء ہوئی۔ اور ان ہی عقائد پر جن کی اساس وحی ہے قرآن اور سنت ہے کون قائم تھا؟ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ اور تابعین، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين؛ اُس زمانے سے لے کر آج تک تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا اور یہ صحیح عقائد پر کچھ لوگ قائم رہیں گے۔

ان کے بر عکس جو باطل عقائد ہیں اُن کی تاریخ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود نہیں تھے، اور صحابہ کرام بھی ان عقائد پر قائم نہیں تھے اُن کا عقیدہ یہ نہیں تھا جیسا کہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالی کے اسماء وصفات کا انکار کرنا، یہ سب چیزیں بعد میں آئی ہیں، تقدیر کا انکار کرنا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: بعض کی پیدائش یعنی ابتداءان باطل عقائد کی صحابہ کے زمانے میں ہوئی اور بعض جو ہیں صحابہ کے زمانے کے بعد شروع ہوئے اور یہ تمام محدثات الأمور ہیں نئ چیزیں ایجاد کی گئی ہیں دین میں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبردار کیاہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"

(میں تمہیں خبردار کرتاہوں محدثات الأمور سے (یعنی دین میں نئ چیز ایجاد کرنے سے) بے شک دین میں ہر نئ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور یہ معقول نہیں ہے اور نہ ہی مقبول ہے کہ حق صحابہ کرام سے چھپادیا جائے؛"يُحجب"یعنی چھپادینا،"رضي الله عنهم وأرضاهم"اور اُن لوگوں کے لیے اُسے رکھاجائے جو صحابہ کے بعد کے زمانے میں آئیں گے، اگر ان عقائد میں کوئی خیر ہوتاتوصحابہ سب سے پہلے اُس خیر کو پانے کے حقدار ہوتے اور سبقت لے جاتے لیکن اُن باطل عقائد میں شر ہے تواللہ تعالیٰ نے صحابہ کو اُس شر سے محفوظ رکھااور جو اُن کے بعد میں آئے ہیں وہ اُس شر میں مبتلا ہوئے۔

واضح ہے؟

یعنی صحابہ کرام کے زمانے میں جو عقائد موجود تھے حق وہی تھا اگر حق جو بعد میں لوگ آئے ہیں جہمیہ یا جو قدریہ ہیں اور جو باقی لوگ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار کرتے ہیں، یابعد میں جو شرک بدعات عقیدے میں ہوئیں اگر حق ان چیزوں میں ہوتاتو صحابہ سبقت لے جاتے اور یہ عقائد صحابہ کے ہوتے ناکہ بعد میں آنے والے لوگوں کے ہوتے لیکن کیونکہ ان باطل عقائد میں شر موجود ہے تواللہ تعالیٰ نے صحابہ کو شر سے محفوظ کیاہے اور جو بعد میں آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو شر میں مبتلا کیاہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور حقیقت بالکل واضح ہے کہ جو فرق ہے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا جو وحی پر قائم ہے وحی سے لیا گیاہے اور متکلمین کے جو عقائد ہیں جو لوگوں کی آراءاور ان کی عقلوں پر قائم ہے یہ فرق ایسے ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا فرق ہے (اتنا بڑا فرق ہے!)۔

صحیح عقیدے اور باطل عقیدے میں فرق کیساہے؟ جیسے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کافرق ہے۔

اور اسی طریقے سے جو ہوتی ہے قضاءاور حکم کہ جو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیاہے جو اللہ تعالیٰ نے احکام جاری کیے ہیں، تو یہ بات یقینی طور پر کہی جاتی ہے کہ جو فرق ہے اسلامی شریعت جو بلند اور بالا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اور جو "القوانين الوضعيّة"ہیں لوگوں کے ایجاد کردہ قوانین ہیں جو لوگوں نے ایجاد کیے ہیں جو بشر نے ایجاد کیے ہیں ان کا فرق ہے ایسا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کا فرق ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝﴾ (المائدة:50)

(کیا یہ لوگ جاہلیت کے حکموں کو چاہتے ہیں؟اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اللہ تعالیٰ سے احسن کس کا حکم ہو سکتا ہے﴿ لِّقَوۡمٍ يُوقِنُونَ ﴾جو لوگ یقین رکھتے ہیں)

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: تو کیوں بہت سارے لوگوں کی عقلیں جو ہیں اس حقیقت سے غافل ہے جو بالکل واضح اور جلی ہے خصوصی طور پر یعنی اعتقاد کے تعلق سے عقیدے کے تعلق سے اور جو حقیقت ہے بالکل واضح ہے اور جو جلی ہے جو حکم دیا جاتا ہے تو یہ لوگ جو ہیں جو کم ہے اس کو بدل دیتے ہیں خیر سے (یعنی کم کو لے لیتے ہیں اور جو خیر ہے جو بہتر ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں)۔

پھر شیخ صاحب دعا کرتے ہیں:

"اللَّهمَّ اهْد مَن ضلَّ من المسلمين سُبُلَ السلام، وأخرجه من الظلمات إلى النور، إنَّك سميعٌ مجيب" آمین یا ربّ العالمین.

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں تصنیف کے تعلق سے عقیدے کے جو اصول ہیں ،یعنی اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے جو اصول ہیں ان کی تصنیف کے تعلق سے فرماتے ہیں: اور یقیناً علماء السنۃ جو ہیں جو سنت کے علماء ہیں انہوں نے "قديمًا وحديثًا"تالیف کی ہیں بہت ساری مؤلفات جو ہیں (تصانیف) جن میں اہلسنت والجماعت کے عقیدے کو واضح کیا گیا ہے ان میں سے بعض مختصر ہیں اور بعض لمبی ہیں مطول ہیں۔

اور جو مختصرات ہیں ان میں سے یہ مقدمہ ہے جو ہمارے سامنے ہے "الإمام ابنِ أبي زيد القيرواني المالكي" جنہوں نے اپنے رسالے میں اپنے مقدمے کو کو لکھا ہے اور یہ طریقہ جو ہے یہ مقدمہ جو عقیدے کے اصول جس میں بیان کیے گئے ہیں اہل سنت والجماعت کے انہوں نے اس کو لکھا ہے سلف کے طریقے پر مختصر ہے اور مفید ہے اور اس میں جو اصول ہیں اور فروع ہیں ان کو جمع کیا ہے ایک ہی کتاب میں جو بالکل یعنی آپ بہت کم دیکھیں گے مصنفین میں۔

(یعنی اصل کتاب جو ہے فقہ مالکی کے تعلق سے لکھی گئی ہے فقہ کی کتاب ہے لیکن جو مقدمہ ہے اس کتاب کا اس میں جو ہماری کتاب ابھی ہمارے ہاتھ میں ہے یہ اس میں مقدمے میں عقیدے کے اصول بیان کیے ہیں کہ میرا عقیدہ کیا ہے،آپ فقہ کی بات بعد میں سمجھیں پہلے یہ دیکھیں کہ میرا عقیدہ کیا ہے،میرا عقیدہ یہ ہے،اب عقیدہ بیان کیا ہے اور پھر انہوں نے جا کر جو فقہ ہے اس کے باب باندھے ہیں اور پھر فقہ کے تعلق سے انہوں نے لکھا ہے)۔

تو شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یہ بہت کم آپ کو ملتا ہے جو لوگ یعنی کتابیں لکھتے ہیں تصنیفات لکھتے ہیں چاہے اصول یا فروع ہوں دونوں کو ایک جگہ پر جمع کر دیا جائے "وهو حَسَن"اور یہ بات بالکل اچھی ہے حسن ہے کیونکہ جو فقہ العبادات اور معاملات میں مشغول ہوتا ہے اور سمجھنا چاہتا ہے تو وہ فقہ اکبر کا علم بھی حاصل کر لیتا ہے جو عقیدہ ہے سلف کے طریقے پر۔

یعنی عام فقہ اسے فقہ اصغر کہتے ہیں،اور جو عقیدے کے اصول ہیں انہیں فقہ اکبر کہتے ہیں؛ فقہ کہتے ہیں سمجھ کو عام لفظوں میں اور دین کے مسائل کو سمجھنا:

(۱)اگر فروعی مسائل ہیں عبادات اور معاملات کے تعلق سے ہیں تو عام فقہ جو ہم لوگ کہتے ہیں۔

(۲)اور اگر عقیدے اور اصول کے تعلق سے ہے تو اسے کہتے ہیں الفقه الأكبر یعنی عقیدے کے اصول اور مسائل۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ عقیدہ جو انہوں نے مقدمے میں لکھا ہے(امام ابن ابی زید القیروانی رحمه الله نے) مختصر ہے الفاظ بہت کم ہیں لیکن مکمل وضاحت کے ساتھ جو صحیح عقیدہ ہے جو فطرت کے مطابق ہے جو نصوصِ کتاب وسنت پر قائم ہے اور جو ہے مشہور قول سلف کا:

"إنَّ كلامَ السّلف قليلٌ كثيرُ البركة" (کہ سلف کا کلام جو ہے بہت قلیل ہے لیکن برکت اس میں بہت زیادہ ہے)

"وكلام المتكلِّمين كثيرٌ قليلُ البركة" (اور جو متکلمین کا کلام ہے وہ بہت زیادہ ہے لیکن برکت بہت کم ہے)

اس کے مطابق یہ عقیدے کا جو مقدمہ ہے اس پر اُترتا ہے، یعنی:

(۱)الفاظ بہت کم ہیں لیکن اس میں خیر بہت زیادہ ہے۔

(۲)اصول بڑے پیارے انداز سے بیان کیے ہیں اور مکمل وضاحت کے ساتھ آپ کو کوئی چیز اس میں غیر واضح یا پیچیدہ نہیں نظر آئے گی۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور اس کی مثال ایک مثال سے بیان کرتے ہیں کہ کتنی آسان ہے جو اس مقدمے میں نفی اللہ تعالیٰ کی صفات کی بیان کی ہے: "إثباتَ كمالِ لله تعالیٰ"(جو اللہ تعالیٰ کے کمال کو ثابت کرتی ہیں)۔

(جو صفات منفیۃ ہیں نفی اس لیے ہے تاکہ اِثباتِ کمال الضد جنہیں کہتے ہیں اس منفی کی جو ضد ہے اس کی کمال کو ثابت کرنا، نفی کی ہمیشہ یہی چیز متضمن ہوتی ہے اور شامل ہوتی ہے)۔

جیسے اس مقدمے کی ابتداء میں امام صاحب لکھتے ہیں: "إنَّ الله إلَهٌ واحدٌ لا إله غيرُه، ولا شبيهَ له، ولا نَظيرَ له، ولا وَلَدَ له، ولا وَالِدَ له، ولا صاحبةَ له، ولا شريكَ له"۔ آگے پڑھیں گے ان شاءاللہ ہم یہ متن میں لیکن یہاں پر یہ منفیات ہیں سب:

"إنَّ الله إلَهٌ واحدٌ": یہ کیا ہے؟ یہ توحید ہے اثبات ہے نفی نہیں ہے۔

"لا إله غيرُه": یہاں سے نفی شروع ہوئی ہے، نفی کہتے ہیں منفی چیز کو کہ کوئی اِلٰہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا۔

"ولا شبيهَ له": کوئی شبیہ نہیں ہے۔

"ولا نَظيرَ له": اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔

"ولا وَلَدَ له": کوئی اولاد نہیں ہے۔

"ولا وَالِدَ له": کوئی والد نہیں ہے۔

"ولا صاحبةَ له": کوئی بیوی نہیں ہے۔

"ولا شريكَ له": کوئی شریک نہیں ہے۔

اب سب کی نفی کر دی گئی ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(شيخ عبد المحسن حفظه الله): یہ جو منفیات ہیں اللہ تعالیٰ سے جن کی نفی کی گئی ہے یہ کتاب اور سنت سے لی گئی ہیں اور یہ نفی جو ہے متکلمین کے نفی کے بر خلاف ہے کیونکہ متکلمین نے بھی جو اہل بدعت ہیں انہوں نے بھی نفی سے کام لیا ہے اللہ تعالیٰ کی اسماء وصفات میں۔

فرق کیا ہے؟ کہ جو متکلمین کی نفی ہے وہ تکلف اور غموض، غیر وضوح پر اسرار چیزوں پر مبنی ہے اور اس کی مثال جیسا کہ العقائد النسفيّة جو أشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد ہیں اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں تو مصنف اس میں لکھتا ہے: "ليس بعَرض، ولا جسم، ولا جوهر، ولا مصوّر، ولا محدود، ولا معدود، ولا متبعّض، ولا متجزّ، ولا متركّب، ولا متناه"۔ یہ کیا چیزیں ہیں کہ یہاں بھی منفیات ہیں؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ جو منفیات ہیں ان میں تو کوئی نص نہیں ہے نہ کتاب میں نہ سنت میں اور واجب یہ ہے کہ سکوت اختیار کرنا ہے اور جس پر وحی کی دلیل نہیں ہے اس میں خاموشی اختیار کرنی ہے اور یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ متصف ہے "بكلِّ كمالٍ" اور ہر کمال کی صفت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر نقص اور عیب سے۔

اور یہ انداز بیان اسلوب بیان کیا گیا ہے اسے کوئی نہیں سمجھتا عوام میں سے اور فطرت کے مطابق بھی نہیں ہے جس پر عام لوگ قائم ہیں، اور یہ تکلف ہے متکلمین کا اور اس میں بہت ساری پر سرار چیزیں بھی ہیں اور خلط ملط بھی ہے اور وضاحت کے لیے صرف ایک چیز کو لے لیتے ہیں اشارہ کرتے ہیں ایک چیز کی طرف "وهو نفيُ الجسم" کہ جسم کی نفی کرنا۔

یعنی میں پڑھ دیتا ہوں آپ کو کہ انہوں نے نفی کس چیز کی کی ہے، جو اس عقیدے کی ابتداء میں ہے نفی دیکھیں:

"إنَّ الله إلَهٌ واحدٌ لا إله غيرُه" (مسئلہ ہے؟ نہیں ہے) "ولا شبيهَ له، ولا نَظيرَ له، ولا وَلَدَ له، ولا وَالِدَ له، ولا صاحبةَ له، ولا شريكَ له": قرآن مجید میں:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾ (الاخلاص:1-4): یہ سارے موجود ہیں۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (الحشر:22): یہ بھی نفی آجائے گی۔

تو یہ چیزیں قرآن اور سنت میں آپ کو نظر آئیں گی موجود ہیں لیکن یہ جو نفی ہے دیکھیں ذرا: "ليس بعَرض، ولا جسم، ولا جوهر، ولا مصوّر، ولا محدود، ولا معدود، ولا متبعّض، ولا متجزّ، ولا متركّب، ولا متناه": یعنی اس کی کوئی انتہا نہیں ہے، یہ نفی جو ہے "ليس بعَرض": عرض نہیں ہے۔ اچھا سوچیں عرض کیا ہے یہ لفظ ہے قرآن اور سنت میں؟! پڑھا ہے کبھی آپ نے؟!

"ولا جسم": جسم کی نفی ہے۔ جسم تو آپ جانتے ہیں جو جسم ہوتا ہے عرض کیا ہے کبھی سنا ہے؟!

جوہر کیا ہے سنا ہے "ولا جوهر"؟!

"ليس بعَرض، ولا جسم، ولا جوهر، ولا مصوّر، ولا محدود، ولا معدود، ولا متبعّض": متبعض یعنی جس کے حصے ہوتے۔

"ولا متجزّ، ولا متركّب": ترکیب بہت ساری چیزوں سے۔

"ولا متناه": یعنی اس کا کوئی اینڈ (End) نہیں ہے انتہا نہیں ہے۔

اب شیخ صاحب فرماتے ہیں: ایک مثال دیکھیں "نفيُ الجسم" کہ جسم نہیں ہے اس کے دو معنی ہیں:

1-ایک معنی یہ ہے کہ ایسی ذات جو مخلوق سے ملتی ہے مخلوق جیسی ہے (تشبیہ ہے) اور یہ احتمال جو ہے یہ معنی جو ہے "يُراد" اگر اس لفظ کو ہم ردّ کر دیتے ہیں اور معنی کو بھی ردّ کر دیتے ہیں۔ لفظ اور معنی دونوں کہ اگر جسم کا معنی یہ ہے کہ مخلوق جیسا جسم ہے تو اللہ تعالیٰ کا جسم ہے کہ نہیں ہے ؟ اگر کہتے ہیں کہ جسم نہیں ہے تو ٹھیک ہے جسم سے مراد کیا ہے آپ کی ؟ اس کے دو معنی نکلتے ہیں، ایک جسم جو مخلوق کا جسم ہے جو ہمارا جسم ہے انسان کا جسم ہے اگر یہ معنی مراد ہے تو اس کی نفی کرتے ہیں بالکل غلط ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے جسم سے پاک ہے جو مخلوق جیسا ہو تو ہم لفظ کا بھی انکار کریں گے اور معنی کا بھی انکار کریں گے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "يُردّ اللفظُ والمعنى جميعًا": دونوں کا ردّ کر دیتے ہیں۔

کیوں؟ "لأنَّ اللهَ ليس كمثله شيء" (کیونکہ اللہ تعالیٰ جیسی اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز بھی نہیں ہے)، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪﴾ (الشوریٰ:11)

2-اگر اس سے معنی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات "قائمةٌ بنفسها" اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات ہے جو خود قائم ہے اللہ تعالیٰ کو کسی نے پیدا نہیں کیا ،اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے بے نیاز ہے صمد ہے اللہ تعالیٰ کی ذات خود قائم ہے اور مخلوق سے بالکل ہٹ کر ہے ("مباينةٌ" یعنی مخلوق سے الگ ہے) اور صفات کمال سے متصف ہے تو یہ معنی حق ہے اس معنی کی نفی جائز نہیں ہے؛ لفظ کو ہم ردّ کر دیتے ہیں کیونکہ اس کے دو معنی ہیں حق بھی ہو سکتا ہے باطل بھی ہو سکتا ہے۔

اب کوئی پوچھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم نہیں ہے تو ہم کیا کہیں گے صحیح ہے کہ غلط یا تفصیل ہے؟ تفصیل ہے۔

اچھی طرح سمجھ لیں یہ بہت اہم باتیں ہیں شاید آپ نے پہلے نہیں سنیں:

الجسم: اللہ تعالیٰ کا جسم ہے کہ نہیں جواب؟ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ کوئی جسم نہیں ہے (کچھ لوگ کیا جواب دیتے ہیں عام طور پر؟ کوئی جسم نہیں ہے)۔

صحیح جواب کیا ہے؟ "کوئی جسم نہیں ہے" کیوں غلط جواب ہے؟ کیونکہ یہ جو منع کر رہے ہیں نا جسم کا خصوصی طور پر یہ لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے جبکہ جسم کا لفظ قرآن میں ہے سنت میں ہے؟ نہیں ہے!

تو یہ لفظ استعمال کرنا ہی نہیں چاہیے لیکن جب اُن کے سامنے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھ دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ اور صفات الکمال ہیں، یہ صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں اللہ تعالیٰ کی دو آنکھیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، تو انہوں نے کہا کہ دیکھیں یہ تو مخلوق میں پائی جاتی ہیں اس لیے اس سے جسم لازم آتا ہے جب جسم لازم آتا ہے تو ہم جسم کی نفی کر دیتے ہیں۔

معنی کہ اللہ تعالیٰ کی دو آنکھوں اور دو ہاتھوں کا انکار کر دیا کہ نہیں؟! تو اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ثابت جو صفات ہیں اُن کا انکار کرنے کے لیے ایک یہ حیلہ استعمال کیا ہے ذریعہ استعمال کیا ہے صفات کے انکار کے لیے کہ لفظ نیا ایجاد کر دیا ہے کیونکہ نصوص کے آگے تو وہ لاجواب ہو گئے نا!

"ہاتھ کا معنی قدرت ہے نعمت ہے"؛ ایک ہی آیت نے اُن کی پورے کی پوری یہ جو عمارت تھی گرا دی ہے سورۃ ص آیت نمبر 75 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ابلیس کو:

(اے ابلیس! تُو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا)

اب اللہ تعالیٰ کی دو نعمتیں ہیں دو قدرتیں ہیں یا لامحدود ہیں بے شمار ہیں؟! لامحدود ہیں بے شمار ہیں۔ پھر دو کا مطلب تو اس میں بنتا ہی نہیں ہے نا! اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کوئی گن نہیں سکتا: ﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾(النحل:18): کوئی بھی احصاء کر نہیں سکتا۔

تو ہاتھ کا معنی اس آیت کریمہ میں ہاتھ ہی ہے جو حقیقی ہے، ہم کہتے ہیں کہ حقیقی ہاتھ ہے اب کیسا ہے اللہ أعلم: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾: ہمارے پاس یہ قاعدہ ہے، ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝١١﴾: سمیع ہے بصیر ہے خوب سننے والا ہے خوب دیکھنے والا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ بھی ہیں۔

اب صفۃ السمع ثابت ہے صفۃ البصر ثابت ہے صفۃ الیدین بھی ثابت ہے ہمیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، اُن کو مسئلہ پڑتا ہے کہتے ہیں کہ نہیں، تشبیہ لازم آتی ہے تو اس تشبیہ کی نفی کرنے کے لیے انکار کرنے کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کر دیا ہے۔

اب شیخ صاحب فرماتے ہیں: جسم کی مثال ہے اب جسم کا لفظ جو ہے اگر جسم کا معنی یہ ہے کہ مخلوق جیسا جسم ہے تو لفظ کا ردّ ہے معنی کا بھی ردّ ہے دونوں کا ردّ ہے دونوں کا انکار ہے اور ہم پوچھیں گے اس شخص سے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم نہیں ہے تو بھئی جسم سے کیا مراد ہے؟

- وہ کہتا ہے کہ جسم سے مراد مخلوق جیسا جسم۔

ہم کہتے ہیں کہ ردّ ہے نہیں مانتے ایسے جسم کو نہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے نہ معنی جائز ہے۔

- وہ کہتا ہے اس جسم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو آپ لوگ اہل سنت والجماعت دو ہاتھ اور دو آنکھیں اور صفات ذاتیہ جو ہیں اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جن پر تمہارا عقیدہ ہے اُن کی ہم نفی کرتے ہیں کیونکہ ان سے جسم لازم آتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ٹھہر وذرا یہاں پر یہ غلط جواب ہے تمہارا جسم کا یہ معنی نہیں ہے اگر یہ معنی تم لیتے ہو جسم کا تو پھر معنی تمہارا غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات جن کا آپ نے ذکر کیا ہے دو ہاتھ اور دو آنکھیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے یہ ثابت ہیں قرآن اور سنت میں اور ہمارا ان پر ایمان ہے۔ تو یہ معنی صحیح ہے لیکن لفظ غلط آپ نے استعمال کیا ہے جسم کا لفظ استعمال نہ کریں کیونکہ جسم کا لفظ نہ قرآن میں ہے نہ سنت میں ہے۔

- کہتے ہیں کہ اس کے بغیر سمجھ نہیں آتی ہمیں۔

اس کا جواب کیا ہے؟ تم جانو تمہاری عقل جانے یہ خلل تمہاری عقل کا ہے، اگر نہیں سمجھ پاتی تمہاری عقل کہ جسم لازم آتا ہے تو تم جانو تمہارا کام جانے ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات جن کا تم نے انکار کیا ہے اور یہ ثابت ہیں قرآن اور سنت میں ہمارا ان پر ایمان ہے بغیر جسم کے لفظ کے۔ آئی سمجھ؟

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور یہ بات آئے گی آگے مقریزی کا کلام ہے صفحہ 14 اور 15 اسی کتاب میں صحابہ کے تعلق سے فرماتے ہیں امام مقریزی: تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ ثابت کیا ہے بلا تشبیہ (جو ثابت صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی بغیر تشبیہ کے) اور بغیر تعطیل کے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی ہے "تنزیہ" اور ان میں سے کسی نے بھی تاویل سے کام نہیں لیا کسی چیز میں اور تمام میں یہ دیکھا کہ جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جیسی ہیں ویسے بیان کر دی ہیں، اور ان صحابہ کے پاس جو دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سوا کوئی چیز نہیں ہے (یعنی کتاب میں سنت بھی شامل ہے) اور میں ان میں سے کسی کو نہیں جانتا "الطرق الکلامیة" یا فلسفی مسائل۔

(یعنی صحابہ میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ جو الطرق الکلامیۃ ہیں جو اصحاب الکلام بعد میں آئے ہیں وہ جو نئی چیزیں لے کر آئے ہیں یہ جو فلسفی مسائل ہیں فلسفے کے صحابہ نہیں جانتے تھے یہ قرآن اور سنت جانتے تھے بس اور قرآن اور سنت کی بنیاد پر اپنے عقائد اور اپنے دین پر قائم تھے)۔

پھر شیخ صحاب فرماتے ہیں: اسی طریقے سے أبي المظفر السمعاني اسی کتاب صفحہ نمبر 16 میں ان کا یہ قول بیان ہو گا کہ متکلمین کے طریقے کا فساد انہوں نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> "اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حکم دیا گیا ہے کہ توحید کی تبلیغ کریں بلکہ اصل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی دین کے مسائل میں سے چاہے دین کے اصول ہوں قواعد ہوں یا جو بھی شرائع ہیں، إِلَّا یہ کہ شریعت کے تمام مسائل بیان کر دیئے ہیں تبلیغ کر دی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دعوت دی کہ دلیل لو ان چیزوں سے جن سے یعنی اہل بدعت جو ہیں متمسک ہیں اور ان پر قائم ہیں جیسا کہ جوہر ہے عرض ہے یہ الفاظ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ سے ایک حرف ثابت ہے یا اس سے زیادہ"

(ایسے الفاظ جو ہیں عرض، جسم یا جوہر جو ہے آگے بتاؤں گا ان کی تفصیل ان شاء اللہ یہ الفاظ نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بیان کیے ہیں اور نہ صحابہ نے کبھی بیان کیے ہیں)۔

"اور اس سے یہ واضح ہوا یہ چیز جان لی گئی ہے کہ ان لوگوں نے جو بعد میں آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے خلاف اپنا مذہب بنایا ہے اور راستہ اختیار کیا ان کے راستے کے علاوہ جو بالکل نیا اور محدث ہے (ایجاد کردہ راستہ ہے) جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھے اور نہ ہی صحابہ تھے "رضي الله عنهم" اور اس سے یہ لازم آتا ہے جو اس راستے کو اختیار کرتا ہے کہ سلف پر طعن اور قدح اُن کی کرنا"

(کیونکہ سلف کا راستہ الگ ہے جدا ہے انہوں نے اپنا راستہ ایجاد کیا ہے اور اپنی نئی چیز ایجاد کی ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو راستہ صحیح ہے سلف کا جو راستہ ہے اس پر طعن آتا ہے ان کی عیب جوئی ہوتی ہے کیونکہ دونوں راستے تو ٹھیک ہو نہیں سکتے نا ان دونوں میں سے ایک راستہ تو غلط ہے نا ! اب جو غلط راستے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں، اصل بات جو ہے جو سلف کا تم کہتے ہو نا راستہ یہی غلط ہے ہم لوگ ٹھیک ہیں، سبحان اللہ)۔

"اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کی نسبت جو ہے قلت معرفت اور طرق اشتباہ ہے ان غلط فہمیوں کا شکار ہو کر اس راستے کو اختیار کیا ہے اور ان کے علم کی قلت کی وجہ سے تو خبردار ہو جائیں ان کے کلام کو سننے سے اور ان کے جو مختلف مقالات ہیں ان کو زیادہ پڑھنے سے یا سننے سے کیونکہ یہ بہت ہی جلد ختم ہونے والے ہیں اور ان میں بہت سارا تناقض اور کنٹراڈکشن (Contradiction) موجود ہے"

پھر شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قول أبي المظفر السمعانی کا جو ہے اسے اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری شرح صحیح بخاری" میں بیان کیا ہے ایک باب باندھا ہے: "باب قول الله تعالىٰ: ﴿يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾" (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ تبلیغ کریں جو کچھ آپ کے ربّ کی طرف سے نازل ہوا ہے) (المائدة:67)، اور اس میں بیان کیا ہے جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 504 میں امام حسن بصری سے بڑا پیارا قول ہے فرماتے ہیں:

"لو كان ما يقول الجعد حقًّا لبلّغه النَّبِيُّ صلّى اللّٰهُ عليه وسلّم"

(اگر جعد جو کہتا ہے وہ سچ ہوتا حق ہوتا تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تبلیغ کرتے)

یعنی:

(۱) جس چیز کی تبلیغ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کی ہے جو وحی نازل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں ہوئی ہے اس کی تبلیغ نہیں کی ہے تو وہ کبھی حق نہیں ہو سکتا۔

(۲) اور جو جعد بن درہم کہہ رہا ہے (آگے بیان ہوگا کہ جعد کون ہے اور وہ کیا کہتا ہے لیکن جعد نئی باتیں جو کر رہا ہے) عقیدے کے تعلق سے اگر حق ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم ضرور بیان کر کے جاتے اور تبلیغ کر کے جاتے امت کو۔

جب ایسا نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کوئی چیز نہیں بیان کی ہے تو یقیناً جعد کا قول باطل ہے اور غلط ہے۔

شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ فرماتے ہیں: جعد بن درہم یہ جہمیہ کا مؤسس ہے اور جو جہمیہ فرقہ ہے اس کی نسبت جہم بن صفوان کی طرف ہے کیونکہ اسی نے ہی اس باطل مذہب کی نشر و اشاعت کی ہے۔

(یعنی ابتداء جہمیہ کی جہم بن صفوان سے ہوئی جہم بن صفوان زیادہ اسے نہ پھیلا سکے اور جعد بن درہم جو ہے اس نے اسے بہت زیادہ آگے پھیلایا ہے اور جہمیہ کی جو بدعقیدگی ہے باطل عقائد ہیں وہ وجود میں آئے ہیں)۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھی یہی کہتا ہوں جیسا کہ امام حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اگر جو اشاعرہ کہہ رہے ہیں اور ان کے علاوہ بھی متکلمین میں سے جو کہتے ہیں اگر یہ حق ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ ضرور اس کی تبلیغ کرتے۔

(کیونکہ اشاعرہ جو ہیں صفات کا انکار کرتے ہیں جبر کا عقیدہ رکھتے ہیں "اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے" یہ بدعقید گی موجود ہے اور کئی ایسی اور بھی بدعقیدگیاں ہیں، اور ان کے علاوہ جیسے قدریہ ہیں تقدیر کا انکار کرنے والے اگر ان کے یہ عقائد صحیح ہوتے تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور امت کو تبلیغ کر کے جاتے جب ایسا نہیں ہوا تو یقیناً ان کے یہ عقائد غلط اور باطل ہیں)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شيخ عبد المحسن حفظه الله): میں نے دیکھا کہ میں اس مقدمے کی شرح کروں جس شرح سے اس عقیدے کے جو مسائل بیان کیے ہیں اصول بیان کیے ہیں مزید واضح ہو جائیں اور جو معنی ہیں ان کی تفصیل بیان کی جائے جو اس میں موجود ہیں، اور میں نے یہ دیکھا کہ اس شرح کے لیے ایک تمہید کے طور پر دس فوائد سلف کے عقیدے میں جو ہیں میں وہ بیان کروں (جو حقیقتاً دس فوائد بھی ہیں اور قواعد بھی ہیں))۔

(اہل سنت والجماعت کا عقیدہ سلف کے عقائد کے چند قواعد فوائد کی شکل میں دس جو ہیں شیخ آگے بیان کرتے ہیں ان شاءاللہ)۔

اور شیخ احمد بن مشرف الأحسائی المالکی جو ہیں ان کی وفات سن 1285 ہجری میں ہوئی انہوں نے مقدمہ ابن أبی زید القیروانی کا جو مقدمہ ہے یہ اس میں ایک نظم لکھی ہے جو بہت ہی خوبصورت اور آسان ہے تو میں نے مناسب یہ سمجھا ہے کہ اس مقدمے کے ساتھ اسے بھی میں بیان کروں شرح سے پہلے اور میں نے اس شرح کا نام رکھا ہے "قطف الجنى الداني شرح مقدِّمة رسالة ابن أبي زيد القيرواني": معنی یہ ہے:

"قطف" کہتے ہیں توڑنے کو۔ "الجنى الداني" پکے ہوئے پھل۔

جب پھل پک جاتے ہیں نا درخت پر ان کو توڑنا آسان ہو جاتا ہے اور مزہ آتا ہے تازہ پھل کھانے کا تو اس کتاب کی شرح کا نام شیخ صاحب نے اس انداز سے لیا ہے کہ عقیدے کے اصول ہیں مسائل ہیں اور ان کو سمجھنا بہت آسان ہے گویا کہ اتنے آسان طریقے سے بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ پکا ہوا پھل تازہ پھل توڑ کر کھاتے ہیں مزے سے کھاتے ہیں تو ان شاءاللہ آپ مزے سے ان عقائد کو اور اصولوں کو سنیں گے اور سمجھیں گے۔

پھر شیخ صاحب دعا کرتے ہیں:

"وأسأل اللهَ عز وجل أن ينفع به كما نفع بأصله وأن يوفِّق المسلمين للفقه في دينهم (آمين يا ربّ العالمين)،
والسَّير على ما كان عليه سلفُهم في العقيدة والعمل(آمين يا ربّ العالمين)،
وأن يُوفِّقنِي للسلامة من الزَّلَل ويَمَنحنِي الصِّدقَ في القول والإخلاصَ في العمل (آمين يا ربّ العالمين)،
إنَّه سميعٌ مجيب (آمين يا ربّ العالمين)،
وصلّى اللهُ وسلّم وبارك على عبده ورسوله نبيِّنا محمّد وعلى آله وصحبه أجمعين(آمين يا ربّ العالمين)،

پھر شیخ صاحب نے ایک مختصر بائیو گرافی (Biography) جو ہے ترجمہ جو ہے ابن أبی زید القیروانی کے تعلق سے لکھا ہے کہ یہ شخص کون ہے ہم نے نام تو پہلی دفعہ سنا ہے آیئے دیکھتے ہیں کون ہے۔

اب یہ مقدمہ ہے اس مقدمے میں یہ دوسرا مقدمہ ہے، پہلا مقدمہ تو یہ جو ابھی آپ کے سامنے رکھا ہے شرح کا مقدمہ، دوسرا مقدمہ جو ہے وہ شیخ عبدالمحسن حفظہ اللہ کا ابن أبي زید القیروانی کی بائیو گرافی (Biography) جو ہے "سیرت" مختصر ان کے بارے میں چند الفاظ فرماتے ہیں:

"هو عبد الله أبو محمد بن أبي زيد، واسم أبي زيد عبد الرحمن، سكن القيروان": قیراوان میں رہنے والے ہیں اور امام المالکیہ اپنے وقت میں تھے اور ان کے مقتداء تھے اور امام مالک کا جو مذہب ہے اس کو جمع کیا ہے اور ان کے اقوال کی شرح کی ہے، واسع العلم تھے كثيرَ الحفظ والرواية تھے (علم وسیع تھا اور روایت بہت کثرت سے کرتے تھے اور بہت روایت کے حافظ بھی تھے) ان کی کتابیں جو ہیں ان کی گواہی دیتی ہیں، فصیح القلم تھے (بہت عمدہ طریقے سے لکھتے تھے فصاحت کے ساتھ) بیانِ معرفت والے تھے جو وہ کہتے بالکل واضح اور علم کی بنیاد پر کہتے، بصیر تھے اہل بدعت اور أہواء پر ردّ کرنے کے تعلق سے، شعر و شاعری بھی کرتے تھے اور اس میں اجادہ بھی تھا (یعنی اسے بہت اچھے طریقے سے کرتے تھے) اور اس میں بہت صلاحیت رکھتے تھے۔

اور ورع بھی تھے اور عفت والے بھی تھے، اور دین و دنیا کی جو امامت ہے وہ حاصل کی ہے اور ریاست، اور لوگ دور دراز علاقوں سے ان کی طرف سفر کر کے جاتے اور ان کے ساتھی جو تھے بہت اچھے تھے اور علم والے تھے معروف تھے اور بہت سارے لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا ہے، بہت بڑے لوگوں نے ان کی قدر جانی اور انہیں مالک صغیر بھی کہا جاتا تھا (اگر کوئی کہے نا مالک صغیر کون ہے؟ ابن أبي زید القیروانی ہیں اتنے علم والے تھے)، قابسی ان کے بارے میں کہتے ہیں:

"هو إمامٌ موثوقٌ به في ديانته وروايته" (امام موثوق ہیں اپنے دین اور روایت میں)

ان میں "العلمُ والورعُ والفضلُ والعقل" سب جمع ہوئے ہیں، ان کی شہرت ان کے ذکر کرنے سے بہت بڑی ہے، بہت جلد حق کی طرف رجوع کرنے والے تھے (اور یہ بہت اہم بات ہے! غلطی ہوگئی ہے بشر ہے غلطی ہو جاتی ہے لیکن جوں ہی پتہ چلتا ہے کہ کوئی غلطی ہوئی ہے تو حق کی طرف فوراً رجوع کرتے تھے) اپنے شہر کے جو فقہاء ہیں وہاں سے علم حاصل کیا ان کے شیوخ سے انہوں نے سنا اور خصوصی طور پر أبي بكر بن اللباد اور أبي الفضل القيسي جو ان کے استاد ہیں ان سے اور بہت سارے لوگوں سے علم حاصل کیا ہے اور ان سے فقہ حاصل کیا ہے یعنی بہت کثرت سے، ان کی وفات سن 386 ہجری میں ہوئی۔

یعنی یہ عقیدہ ابھی جو ہم پڑھیں گے اس کی تاریخ کیا ہے؟ چوتھی صدی 386 ہجری میں، اور اس سے پہلے جو عقیدے کی کتاب پڑھی تھی "عقیدۃ السلف وأصحاب الحدیث" پانچویں صدی۔

ہم ذرا اوپر اور جارہے ہیں اس لیے اس سے اگلی کتاب اس سے ذرا اور اوپر ہے ان شاء اللہ، ترتیب ذرا آگے پیچھے ہوگئی ہے میری شروع سے یہ ترتیب تھی کہ میں امام ابو حنیفہ سے شروع کروں گا اور شیخ بن باز تک لے کر آوں گا یہ تمام عقائد لیکن بیچ میں بعض ساتھیوں کا اصرار تھا کہ عقیدۃ الواسطیۃ پڑھنی ہے تو اس لیے وہ تسلسل تھوڑا سا ٹوٹ گیا تھا پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی عقیدے کی کتاب عقیدۃ الواسطیۃ کی شرح کی تھی، اب واپس اسی ترتیب سے جاتے ہیں پھر ان شاء اللہ۔

تو سن 386 ہجری میں وفات ہوئی ان کی کتاب "النوادر والزيادات على المدونة" موجود ہے اور بہت مشہور ہے اور سو جلدوں سے زیادہ ہے (سبحان اللہ)۔

اور "مختصر المدونة" بھی مشہور کتاب ہے ان کی اور ان دونوں کتابوں پر جو فقہی مسائل ہیں وہی اس پر قائم ہے۔

اور "الرسالة" بھی ان کی ایک کتاب ہے، اور اور بھی ہیں بہت ساری تصانیف جو "الديباج المذهب لابن فرحون المالكي" میں لکھی ہوئی ہیں۔

اور جو کچھ بیان ہوا ہے وہ اختصار سے اس کتاب سے لیا گیا ہے اور امام الذہبی "سير أعلام النبلاء" میں ان کا ترجمہ فرماتے ہیں:

"الإمام العلاَّمةُ القُدوة الفقيه، عالم أهل المغرب" (امام ہیں علامہ ہیں مقتداء ہیں فقیہ ہیں اہل مغرب کے عالم ہیں)

اور آخر میں لکھتے ہیں:

"وكان – رحمه الله – على طريقة السلف في الأصول، لا يدري الكلامَ ولا يتأوَّل، فنسأل الله التوفيق"

(اور آخر میں لکھتے ہیں امام الذہبی سیر أعلام النبلاء میں امام ابن أبي زید القیروانی کے تعلق سے کہ سلف کے طریقے پر تھے اصول میں، کلام کے بارے میں کچھ جانتے نہیں تھے (اصحاب الکلام کا جو کلام اور قول ہے وہ نہیں جانتے تھے) اور تاویل سے کام نہیں لیتے تھے "فنسأل الله التوفيق" اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سوال کرتے ہیں)؛ آمین یا ربّ العالمین۔

اگلے درس میں ان شاءاللہ جو فوائد ہیں دس ان پر بات کریں گے بھائیوں سے گزارش ہے حاضرین اور سامعین سے کہ ایک دفعہ جو ابھی ہم نے پڑھا ہے پڑھ لیں اسے جا کر اور اگلے درس کی تیاری کر کے آئیں دس جو فوائد یا اصول بیان کیے ہیں یا قواعد ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے تعلق سے بڑے پیارے قواعد ہیں اگر آپ ان کو ایک دفعہ یاد کر لیں تو عقیدے کے مسائل میں کبھی آپ کو کوئی دقت کوئی پریشانی نہیں ہو گی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دیکھ لینا آپ۔

اگر آپ نے پڑھ لیے اور سمجھ لیے شرط یہ ہے تو آپ نے دونوں کام کرنے ہیں پڑھنا بھی ہے اور سمجھنا بھی ہے اور جو چیز سمجھ نہ آئے اسے انڈر لائن کریں اور یہاں پر آ کر جو انڈر لائن آپ نے کیا ہے درس کے دوران آپ اسے درست کر لیں ٹھیک کر لیں آپ اسے بآسانی سمجھ سکتے ہیں اور ان شاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ کوئی پیچیدہ چیز نہیں ہے کوئی غیر واضح پراسرار چیز آپ کو نہیں ملے گی نہ ان فوائد اور قواعد میں جو دس بیان کیے ہیں شیخ صاحب نے اور نہ ہی اس عقیدے کا مختصر جو متن ہے اس میں آپ کو کوئی ایسی چیز نظر آئے گی ان شاءاللہ۔

اور میرے بھائیوں حاضرین اور سامعین سے گزارش ہے کہ اگر کوئی چیز آپ کو سمجھ نہیں آ رہی تو فوراً پوچھ لیں درس کے دوران آپ ہاتھ کھڑا کر دیں یا درس کے آخر میں نوٹ کر لیں اگر زیادہ سوال آنے پڑے تو ہم روک دیں گے کیونکہ تسلسل رُک جاتا ہے درس کا تو آپ نوٹ کر لیں درس کے بعد آپ پوچھ لیں، اس لیے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ درس کے بعد اگر درس کے تعلق سے کوئی سوال ہے تو آپ پوچھیں آپ نوٹ کریں۔

اور جو صحیح طالب علم ہیں آپ طالب علم بنیں مجھے بھی خوشی ہوگی، اگر آپ خود لکھیں گے دیکھیں گے پڑھیں گے ذرا تھوڑی سی ہمت سے کام لیں گے تو میری بھی حوصلہ افزائی ہوگی کہ میں بھی ٹھیک پڑھا رہا ہوں مجھے بھی ذرا تسلی ہوگی کہ میرے بھائی جو ہیں حاضرین اور سامعین بھی الحمدللہ سمجھ رہیں گے اور انٹر یکٹ (Interact) کر رہے ہیں سوال جواب کی شکل میں (بارک اللہ فیک، واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال اور جواب:

درس کے تعلق سے کوئی بھی سوال؟ اگر نہیں ہے کوئی سوال تو دو معنی ہیں کہ یا سب کچھ سمجھ میں آگیا ہے یا کچھ سمجھ میں نہیں آیا ہے۔

سوال: اسماء وصفات کے تعلق سے جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں ہم انہیں اسی طرح سے ثابت کرتے ہیں بغیر تعطیل کے بغیر تشبیہ کے بغیر تمثیل کے اور بغیر تأویل کے، لیکن وہ الفاظ جو قرآن وحدیث میں نہیں ہیں ہم ان کی تفصیل طلب کرتے ہیں اگر معنٰی صحیح ہے تو معنٰی کا اقرار کرتے ہیں اور لفظ کا انکار کرتے ہیں اگر معنی بھی غلط ہے تو پھر لفظ کا بھی انکار کرتے ہیں اور معنی کا بھی انکار کرتے ہیں؟

جواب: کون سا لفظ؟ جس کا معنی صحیح یا غلط ہو سکتا ہے۔

لفظ کا ہمیشہ کیوں انکار کرتے ہیں؟ دیکھیں دونوں میں لفظ کا انکار ہو رہا ہے صرف معنی کو انکار یا ثابت کرنا لفظ کا کیوں انکار کر رہے ہیں؟ کیونکہ قرآن اور سنت میں ثابت ہی نہیں ہے۔ جسم کا لفظ کہاں ہے؟! نہ قرآن میں ہے نہ سنت میں ہے۔

بعض لوگ آپ کو دھوکا دے کر کہتے ہیں کہ تم لوگ مجسمہ ہو تم لوگ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے۔

ہم نے کب کہا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے؟! ہمارے کسی عالم کے منہ سے سنا ہے آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے؟! کوئی کتاب دکھا دیں اہل سنت والجماعت کے عقائد کی؟! کسی نے نہیں کہا! تو پھر یہ لوگ کیوں تہمت لگاتے ہیں؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمہارے اوپر لازم آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تم اسماء وصفات کا اقرار کرتے ہو ثابت کرتے ہو تو اس سے لازم آتی ہے تشبیہ مخلوق سے اور اس تشبیہ سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے کیونکہ مخلوق کا جسم بھی ہے۔

یہ کہاں سے لازم اور ملزوم تم لوگوں نے کر لیا ہے؟! تہمت الگ سے لگائی ہے اور پھر یہ لازم اور ملزوم بھی ہمارے سر پر تھوپ دیا ہے جو ہم نے کبھی کہا نہیں ہے (سبحان اللہ)، چاہیے تو یہ تھا کہ تم اپنی بدعقیدگی سے توبہ کر لیتے بات ہی ختم تھی اپنی بدعقیدگی سے توبہ نہیں کرتے اس کو لازم پکڑتے ہو اور تہمتیں اہل سنت پر لگاتے ہو! (سبحان اللہ)۔

لیکن ایک چیز میں اور بتادوں آپ کو کہ اگر کہتے ہیں کہ ہمیں بغیر جسم کے سمجھ ہی نہیں آتی جسم لازم آتا ہے پھر ہمیں سمجھ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں پھر کیا کہتے ہیں؟ تمہارا اپنا مسئلہ ہے نا تم یہی جسم لے کر سمجھ لو لیکن تمہاری اس غلط فہمی سے حق تو ختم نہیں ہو سکتا نا! ہم کیسے کہیں کہ اگر جسم کے بغیر تم نہیں سمجھ سکتے تو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار کر دو ممکن ہے کیا؟!

یعنی قرآن مجید کا رد کر دیں صحیح حدیث کا رد کر دیں تمہاری عقل کے خلل کی وجہ سے تو عقل کا علاج کرواؤ نا! یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرمائے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾ اسی ایک آیت میں تمہاری پوری عمارت گر گئی ہے!

اللہ تعالیٰ نے خود ثابت کیا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾: اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے وہ سمیع اور بصیر بھی ہے۔

اس لیے اشاعرہ نے کیا کیا ہے؟ سمیع اور بصیر کو مانا ہے لیکن ہاتھ کو نہیں مانا ہے۔

یہ آگے آئے گا ان شاءاللہ فوائد میں یہ بہت پیارے قاعدے ہیں: "القول في الصفات كالقول في الذات، القول في بعض الصفات كالقول في بعضها الآخر": بعض صفات کو مانتے ہو تو بعض کو اور بھی ماننا چاہیے اسی ترازو پر جس پر تم لوگوں نے بعض صفات کو مانا ہے اللہ تعالیٰ کے سمع اور بصر کو مانتے ہو سات صفات کو مانتے ہو باقی کا انکار کیوں کرتے ہو؟! کہتے ہیں کہ باقی میں تشبیہ لازم نہیں آتی۔

ان میں تشبیہ لازم نہیں آتی سات میں باقی میں لازم آتی ہے کیسے ممکن ہے بھئی؟!

"القول في الصفات كالقول في الذات": یہ قاعدہ ہے کیا مطلب ہے؟ اللہ تعالیٰ کے وجود کو سب مانتے ہیں (جہمیہ، معتزلہ، کلابیہ، اشاعرہ، اور ماتریدیہ سب مانتے ہیں) وجود کا کوئی انکار کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ موجود ہے مخلوق بھی موجود ہے تشبیہ لازم آتی ہے؟ نہیں!

ذات کا انکار کرتے ہیں تو کفر ہے اس لیے بغیر تشبیہ کے اللہ تعالیٰ کی ذات کو ثابت کیا ہے اقرار کیا ہے تو اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کی صفات کو کیوں نہیں مانتے کیوں نہیں ثابت کرتے بغیر تشبیہ کے؟! "القول في الصفات كالقول في الذات"۔

تفصیل آگے آئے گی بڑے پیارے اور آسان قاعدے ہیں جن سے علم میں اضافہ بھی ہو گا اور مزید ایمان بھی مضبوط ہو گا ان شاءاللہ۔

سوال: اگر زیادہ ہم غور کرنے لگتے ہیں تو دوسرے سوالات آتے گئے کہ ہم سب کو پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟!

جواب: جی ہاں! اس سے منع کیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وہ چیزیں ہیں وہ خیالات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق میں ثابت نہیں ہیں اور جائز نہیں ہیں لیکن اسماء وصفات جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں کیا ہے اور صحیح حدیث میں ان پر ایمان کیوں نہ رکھیں؟! ان لوگوں کا ایک اور چور دروازہ ہے کہتے ہیں کہ مزید گہرائی تک نہ جائیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے صفات کے تعلق سے کیونکہ شیطان پھر بہکائے گا وسوسہ کرے گا اور کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

یہ بات الگ ہے وہ بات الگ ہے!

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات قرآن اور سنت میں ثابت ہیں کہ نہیں؟ثابت ہیں۔ اُن کو بیان کرنا کیا حد سے تجاوز ہے یا حدود کے اندر ہے؟ حدود کے اندر ہے۔ ہاں! وہ بات بتائیں جو حدود سے باہر ہے: "اللہ کا جسم ہے، اللہ کا عرض ہے، جوہر ہے، غیر محدود ہے"؛ جیسا کہ ان لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے نہ دنیا سے باہر ہے نہ دنیا سے اندر ہے! یہ پیچیدگی ذرا حل کر کے دکھائیں مجھے؟!

آگے آئے گا جہمیہ نے کیا کہا ہے؟! جہمیہ نے کہا ہے جب پوچھا گیا کہ بھئی اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نہ دنیا کے اندر ہے نہ دنیا سے باہر ہے نہ اوپر نہ نیچے نہ دائیں نہ بائیں! اگر عدم کو آپ ڈسکرائب کریں پوچھیں ڈفائن عدم (Define Adam)؟

کیا Define کریں گے کیا ڈیفینیشن (Definition) ہے کوئی بتادے مجھے؟ اس سے اچھے الفاظ کوئی ہیں؟

عدم کیا ہے؟ وہ چیز ہے جو نہ دنیا سے باہر نہ دنیا کے اندر ہے نہ اوپر نہ نیچے نہ دائیں نہ بائیں ہے عدم یہی تو ہے۔

اس لیے سلف نے کیا کہا ہے؟ کہ جہمیوں نے عدم کی عبادت کی ہے۔ جہمیوں کا ربّ کون ہے؟ عدم ہے!

اس سے بچنے کے لیے پھر کیا کہا اگلا اسٹپ؟ کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے (سبحان اللہ)۔ کہتے ہیں نا کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا!

وجہ کیا ہے حق کو کیوں نہیں پاسکے؟ کیونکہ عقل کو آگے کیا ہے، اگر قرآن اور سنت کو آگے کرتے تو کبھی ٹھوکر نہ کھاتے حد سے تجاوز کر گئے ہیں! یہ وہ گہرائی ہے جس سے منع کیا گیا ہے نصوص نے اندر رہیں۔ جسم کا لفظ کہاں سے آیا ہے؟ وہی گہرائی ہے!

اب عرض اور جوہر کا لفظ آیا ہے آگے تفصیل آئے گی ان شاءاللہ اب مخلوق کا جسم بھی ہے روح بھی ہے اللہ تعالیٰ کے جسم اور روح کی بات نہیں کرتے یہ لوگ عرض جسم کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور جوہر روح کے سامنے رکھ دیتے ہیں کہ عرض بھی نہیں جوہر بھی نہیں! کوئی مخلوق جو ہے جو زندہ مخلوق ہے کس چیز پر قائم ہے؟ اگر جانور دیکھیں انسان دیکھیں ایک چیز جس کے وجود کو نہیں جانتے؟ روح کیا ہے جانتے ہیں؟ نہیں!

اب جس چیز پر جسم قائم ہے زندہ ہے اسے ہم روح کہتے ہیں یہ لوگ اسے "جوہر" کہتے ہیں۔

اور "عرض" جیسے اب جسم ہے تو اس کو عرض کے لفظ سے یہ استعمال کرتے پھر جسم کا لفظ بھی لے کر آتے ہیں۔

یہ ساری چیزیں وہ گہرائی کی باتیں ہیں جن سے منع کیا گیا ہے۔ اور متکلمین کو کیوں متکلمین کہتے ہیں؟ کلام کسے کہتے ہیں؟ بات۔

متکلمین باتوں سے باتیں نکالنا بنانا حد سے تجاوز کر دینا یہاں سے ٹھوکر لگی ہے ان لوگوں کو! پھر فلسفے کی باتیں کہ ایسا ہے تو ایسا کیسے ہے، وہ کیسا ہے، یہ کیوں ہے وہ کیوں ہے؟! یہاں پر شیطان دھوکا دیتا ہے۔

اہل سنت والجماعت کے عقائد میں کوئی شیطان کا دھوکا نہیں ہے الحمد للہ کیوں؟ کیونکہ نصوص پر قائم ہیں قرآن اور سنت وحی پر قائم ہیں مضبوط ہیں الحمد للہ، سینہ کھول کر کہیں اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرش پر ہے۔ اس میں کیا حد سے تجاوز ہے اور کہاں پر آکر شیطان اس میں کسی غلط فہمی کا شکار کرے گا کوئی وسوسہ کرے گا شیطان تو خود ڈرتا ہے! شیطان جب اُن کو وسوسہ کرتا ہے اہل کلام کو؟!

اسی لیے تو انہوں نے بہت باتیں بنائی ہیں اور اہل کلام کے نام سے معروف ہیں! (بارک اللہ فیک)۔

سوال: جوہر کا ایگزیکٹ میننگ (Exact meaning) کیا ہے؟

جواب: جوہر کا لفظ جو ہے انہوں نے روح کے لفظ کی جگہ اس لفظ کو استعمال کیا ہے یعنی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روح نہیں ہے۔ وہ تو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح نہیں ہے روح کی بات کیوں کرتے ہیں؟! تو اس لفظ سے بچنے کے لیے کیونکہ ہم نے جو لفظ استعمال کیے ہیں نا اہل سنت والجماعت نے واضح لفظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے علم والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا ہے (بے شمار) کہ اللہ تعالیٰ حی ہے قیوم ہے، عزیز ہے جبار ہے متکبر ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے نام بھی ہیں اور صفات بھی ہیں، رحمٰن ہے رحیم ہے، ملک ہے قدوس ہے یہ سب ثابت ہیں۔

اسی طریقے سے جو چیز ثابت نہیں ہے اگر وہ لفظ استعمال کرتے پھر لوگوں کو پریشانی ہوتی، تو ایسے ان لوگوں نے نئے لفظ ایجاد کیے جو عام لوگوں کی سمجھ سے باہر ہوں اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ان میں غموض ہے پیچیدگیاں ہیں پر سرار چیزیں ہیں!

اب جوہر کا لفظ پر سرار لفظ ہے سمجھ آئی آپ کو؟! نہیں آئی۔

اچھا رحمٰن سمجھ آتا ہے اور رحیم؟ واضح ہے۔ کوئی اس میں فرق ہے کوئی خلل ہے اس میں کوئی غموض کوئی پیچیدگی کوئی پر سرار چیز ہے؟

الرحمٰن، الرحیم، الملک، القدوس، السلام، المؤمن، المھیمن، العزیز، الجبار، المتکبر، کوئی غموض اس میں ہے پیچیدگی ہے؟

اچھا عرض کیا ہے؟ جوہر کیا ہے؟ جسم؟ پیچیدگیاں ہیں نا! اب جسم کے لفظ کو دیکھ لیں آپ کتنی پیچیدگی ہے اس میں!

جوہر یہی بتا رہا ہوں آپ کو نا کہ جوہر یہ وہ چیز ہے جس سے کوئی اور چیز ڈیپنڈنٹ (Dependent) ہو کر قائم ہوتی ہے عام لفظوں میں، جسم ہے روح کی اسے ضرورت ہوتی ہے تو جسم روح کی بنیاد پر قائم ہے۔ زندہ چیز کا جسم جو ہے وہ جسم کب کہتے ہیں اُسے جب زندہ ہوتا ہے؟ اُس میں جب روح ہوتی ہے۔ اب وہ عرض جسم ہے تقابل میں تناظر میں کہتے ہیں اور جوہر روح کے تناظر میں کہتے ہیں تو روح اور جسم سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کے حق میں نئی چیزیں لے کر آئے ہیں، عرض ہے جوہر ہے یہ الفاظ آپ کو نظر آئیں گے۔ یہ کہاں سے آئے؟ کلام۔

اس لیے اہل الکلام کیوں کہتے ہیں؟ نئی باتیں ایجاد کر کے کلام کو اللہ تعالیٰ کے لیے انہوں نے نفی کی ہے یا اثبات کیا ہے (واللہ أعلم)۔

سوال: امام حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "لو كان ما يقوله الأشاعرة وغيرهم من المتكلّمين"؟

جواب: نہیں نہیں! یہ اشاعرہ کا لفظ ہے شیخ عبد المحسن العباد کا، امام حسن البصری فرماتے ہیں: اگر جعد بن درہم وہ حق پر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کی تبلیغ کرتے۔ جعد بن درہم جو ہے جہمیوں کا امام ہے، جہم بن صفوان کے بعد انہوں نے اس بدعقیدگی کی نشر و اشاعت کی جہمیہ کی؛ جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ انسان مجبور ہے جو ارجاء کا عقیدہ لے کر آئے ہیں کہ عمل کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے انہیں کہتے ہیں جہمیہ، اب یہ جہمیہ جو ہیں یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یہ بھی جہمیوں کا عقیدہ ہے۔

اب جعد نے یہ جو باتیں کی ہیں اگر یہ حق ہوتیں تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو تبلیغ کرتے نا جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو تبلیغ نہیں کی ہے تو جو جعد کہہ رہا ہے وہ کیا ہے حق ہے یا باطل ہے؟ باطل ہے۔

اس لیے آگے جا کر شیخ عبد المحسن العباد فرماتے ہیں کہ اگر اشاعرہ جو کہتے ہیں وہ ٹھیک ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تبلیغ کر کے جاتے۔

اشاعرہ فرقہ ہے اور آج جو پاکستان میں اور انڈیا میں حنفی موجود ہیں وہ اصول میں کہتے ہیں کہ ہم اشاعرہ ہیں؛ یعنی بالکل مکمل جیسے کہتے ہیں نا سینہ تان کر کہتے ہیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند میں خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں اس کتاب میں: "ہم اصول میں اشعری ماتریدی ہیں، فروع میں حنفی ہیں، اور طریقتاً صوفی ہیں"؛ اُن کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

ہم کیا کہتے ہیں ہم کیا ہیں؟ ہم اصول میں سلفی ہیں، فروع میں سلفی ہیں، اور طریقتاً بھی سلفی ہیں۔ سلف سے مراد صحابہ، تابعین، اتباع التابعین، بہترین تین زمانوں کے جو لوگ ہیں ہمارے سلف صالحین ہم ان کی اتباع کرنے والے ہیں، یہ فرق ہے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ،

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 001-قطف الجنی الدانی سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio